دینی مدارس اور دہشت گردی کی تازہ لہر

قاری محمد حنیف جالندھری*

وطن عزیز اس وقت بدامنی اور دہشت گردی کی جس لہر کی لپیٹ میں ہے اس پر ہر دردِ دل رکھنے والا پاکستانی فکر مند ہے اس دہشت گردی کے اسباب ووجوہات اور اس کے پسِ منظر کے حوالے سے بہت کچھ کہا اور سنا گیا ہے لیکن ان دنوں ایک منظم منصوبہ بندی کے ساتھ دہشت گردی کی حالیہ لہر کے ڈانڈے دینی مدارس کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ایسا ماحول بنایا جارہا ہے کہ دینی مدارس ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کا مصداق بن جائیں۔ دینی مدارس قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک دینی اور تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اس عرصے میں یہ ادارے کسی قسم کی دہشت گردی میں نہ کبھی ملوث رہے ہیں اور نہ ہی ان اداروں نے کسی قسم کے تشدد کا درس دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان اداروں کو دہشت گردی سے منسوب کرنے کی بھونڈی کوشش کی جاتی رہی، پہلے پہل جب مدارس کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے بارے میں جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کیا جانے لگا تو اربابِ مدارس نے ہر فورم پر ایسے مبہم الزامات عائد کرنے کی بجائے ان مدارس کی نشاندہی کرنے کو کہا جہاں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہو یا جہاں اسلحہ موجود ہو چنانچہ نہ تو کسی مدرسے کے بارے میں ٹھوس شواہد پیش کیے جاسکے اور نہ ہی کہیں سے اسلحہ برآمد کیا جاسکا بلکہ خود وزارت داخلہ نے اس حوالے سے اعلیٰ سطحی تحقیقات کرنے کے بعد یہ رپورٹ پیش کی کہ پاکستان کا کوئی مدرسہ بھی دہشت گردی میں ملوث نہیں، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کے بعد پروپیگنڈہ کا یہ سلسلہ رک جاتا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا اور اب پروپیگنڈہ کا سلسلہ ایک قدم آگے بڑھ گیا ہے اور مدارس پر چھاپے مار کر اور مدارس کے بے گناہ طلباء کو حساس اداروں کے ذریعے غائب کروا کر دہشت گردی کا ملبہ مدارس پر ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ امن وامان کی موجودہ سنگین صورتحال اور مذہبی قوتوں پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم کے باوجود مدارس کے منتظمین، اساتذہ اور لاکھوں طلباء کو اس دہشت گردی سے خود کو الگ تھلگ رکھنے اور وطن عزیز اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے مشکلات کھڑی نہ کرنے کی بنا پر اہل مدارس کو خراج تحسین پیش کیا جاتا لیکن الٹا مدارس کے لوگوں کو ہراساں کیا جارہا ہے اور دھونس، دباؤ اور خوف پر مبنی پالیسیاں تشکیل دی جارہی ہیں حالانکہ بارہا اس کا تجربہ کیا جاچکا ہے کہ طاقت اور دباؤ پر مبنی پالیسیوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

ایک بات اور اہل مدارس محسوس کرتے ہیں کہ سیون سیون کے بعد جس طرح برطانوی آرڈر کی تعمیل میں مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن کیا گیا تھا اسی طرح ان دنوں بھی مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے مدارس کو تنگ کیا جارہا ہے

* ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حالیہ دنوں میں متعدد مدارس پر چھاپے مارے گئے۔ اسلام آباد کے ایک مدرسہ میں کمانڈوز، حساس اداروں اور پولیس کی بھاری نفری نے اس انداز سے یلغار کی جیسے انڈین فوج کشمیر کی کسی بستی پر لشکر کشی کیا کرتی ہے۔ جب ان لوگوں سے اس ''یلغار'' کی وجہ معلوم کی گئی تو انھوں نے بتایا کہ وہ ایک ایسے طالبعلم کی تلاش میں آئے ہیں جو لال مسجد میں زیر تعلیم تھا اور آپریشن سائلنس کے دوران اس پر مقدمات بنائے گئے اور اس کے جملہ کوائف کا ریکارڈ سیکورٹی اداروں کے پاس موجود ہے اور وہ صرف دو دن قبل عدالت میں بھی پیش ہوا تھا، عدالت میں پیشی کے موقع پر بھی اس کی گرفتاری کے احکامات جاری کیے جاسکتے تھے، اسے سانحہ لال مسجد سے اب تک گزرنے والے پونے دو برسوں کے دوران کہیں سے بھی حراست میں لیا جاسکتا تھا، اگر اس سے کوئی اور جرم سرزد ہوا تو صرف دو پولیس اہلکار آکر مدرسہ انتظامیہ سے اس طالبعلم کو حوالے کرنے کا مطالبہ کر سکتے تھے، اس معاملے پر وفاق المدارس سے رجوع کیا جاسکتا تھا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا اور اس مدرسے پر یلغار کردی گئی۔ اس یلغار کا انداز بتاتا ہے کہ یہ سب کچھ بدنیتی پر مبنی ہے یہ تو صرف ایک مثال ہے ورنہ اس وقت ملک کے تقریباً اکثر اداروں کو اسی قسم کی صورتحال کا سامنا ہے۔ اسلام آباد ہی کے ایک دینی ادارے میں حساس اداروں کے اہلکار نمازِ فجر سے قبل آدھمکے اور مدرسہ انتظامیہ سے ایک طالبعلم کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور اسے ساتھ لے جانے کا مطالبہ کیا، انتظامیہ نے لاکھ کہا کہ یہ طالبعلم ہماری ذمہ داری میں ہے آپ اس کے بارے میں کوئی ثبوت پیش کریں، کوئی پوچھ گچھ کرنی ہے تو ہم آپ کو موقع فراہم کرتے ہیں یہیں پوچھ گچھ کرلیں لیکن وہ طالبعلم کو ساتھ لے جانے پر مُصر رہے اور بالآخر انھوں نے دباؤ ڈال کر مدرسہ انتظامیہ کو اس بات پر قائل کرلیا کہ وہ بھی اس طالبعلم کے ساتھ جائیں اور سرسری پوچھ گچھ کا عمل مکمل ہونے کے بعد اسے واپس لے آئیں چنانچہ مدرسے کے دو نمائندے ان کے ساتھ چلے گئے۔ انہیں قریبی تھانے میں لے جاکر صاف جواب دے دیا گیا کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں یہ طالبعلم آپ کے ساتھ نہیں جاسکتا اور اب صورتحال یہ ہے کہ اس تھانے کا ایس ایچ او بھی اس طالبعلم کے بارے میں اظہار لاعلمی کر رہا ہے۔ اسلام آباد کا ایک معیاری دینی ادارہ جس مسجد سے ملحق ہے آج سے دس برس قبل اس مسجد کی منتظمہ کمیٹی سے مالی خورد برد کے الزام میں برطرف ہونے والے ایک شخص کو حال ہی میں دوبارہ مسجد کمیٹی میں عہدے کے حصول کا شوق چڑھا تو اس نے اس مدرسہ کے خلاف جھوٹے الزامات پر مبنی درخواست دے دی اور پھر حساس اداروں نے اس شخص سے شواہد کا مطالبہ کیے بغیر مسجد و مدرسہ کے منتظمین کا ناک میں دم کیے رکھا۔ یہ تو صرف اسلام آباد کی چند مثالیں ہیں ملک کے دیگر حصوں کے مدارس کے حالات اس سے کہیں زیادہ ابتر ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں اس طرح کے واقعات سے مدارس میں اشتعال اور انتشار پیدا ہوتا ہے، نوجوان طلباء میں ردعمل کی سوچ پروان چڑھتی ہے جو انہیں تشدد پر آمادہ کرتی ہے اور پھر ایسے طلباء کے دہشت گردی کے واقعات میں استعمال ہونے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ اس صورتحال میں مدارس کی نمائندہ تنظیموں اور منتظمین کے لیے یہ صورتحال خاصی پریشان کن ہے۔ نوجوان طلباء ہم سے مسلسل پوچھتے ہیں کہ آخر ہمارا جرم کیا ہے جس کی پاداش میں ہم سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے؟ آخر ہم کب تک صبر کے گھونٹ پیتے رہیں گے؟ جب یہ سوچ مزید پختہ ہوتی ہے تو ایسے ناراض نوجوان مدارس کو خیر باد کہہ جاتے

ہیں کیونکہ یہ طلباء جب تک مدارس کے نظم اور چار دیواری کے اندر رہوتے ہیں انہیں کسی منفی سرگرمی میں ملوث ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ داخلے کے موقع پر ان سے یہ عہد لیا جاتا ہے کہ ''وہ دوران تعلیم اپنی تمامتر توجہ حصول تعلیم پر مرکوز رکھیں گے اور ہر قسم کے لایعنی مشاغل سے اجتناب کریں گے اور ملک میں کام کرنے والی تمام تنظیموں سے الگ تھلگ رہیں گے اور بالخصوص سیاسی سرگرمیوں سے مکمل اجتناب کریں گے'' یہ عبارت تقریباً تمام مدارس کے داخلہ فارم میں موجود ہوتی ہے۔ اس لیے مدارس میں زیر تعلیم طلباء کے کسی بھی منفی سرگرمی کے لیے استعمال ہونے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں لیکن اگر وہ مدرسہ چھوڑ کر چلے جائیں تو وہ کسی کے کنٹرول میں نہیں ہوتے اس لیے مدارس کے طلباء کو مدارس کی محفوظ چار دیواریوں کے اندر ہراساں کرنے کا سلسلہ فی الفور بند ہونا چاہیے تاکہ وہ کسی قسم کے انتہائی اقدام اور بغاوت پر آمادہ نہ ہو پائیں۔ یہاں ایک اور بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مدارس کی حیثیت سے تو کبھی بھی دہشت گردی کی حمایت نہیں کی گئی لیکن اگر خدانخواستہ کوئی طالبعلم انفرادی طور پر کسی منفی حرکت کا مرتکب پایا بھی جائے تو اس کی وجہ سے مدارس کے پورے سسٹم کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا جیسے حکومت نے خود اجمل قصاب کے معاملے میں ''نان سٹیٹ ایکٹرز'' کا تصور پیش کیا تھا اسی طرح اگر کوئی مدارس سے متعلقہ شخص ایسے کسی عمل میں ملوث پایا گیا تو وہ بھی مدارس کے حق میں ''نان مدارس ایکٹرز'' ہیں ان کے انفرادی افعال پر مدارس پر یلغار کرنے سے گریز کیا جائے۔ ایسے عناصر کے خلاف کارروائی کی راہ میں مدارس رکاوٹ نہیں بنیں گے تاہم ثبوت اور شواہد کا مطالبہ ہمارا آئینی اور قانونی حق ہے اور کسی کو اس کی اجازت بھی نہیں دے سکتے کہ وہ وجہ بتائے بغیر مدارس کے طلباء کی ماورائے قانون اغوء کاری کا ارتکاب کرے۔

اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے اجلاس کے بعد حکومت کو یہ بھی پیشکش کی گئی ہے کہ مدارس اور مذہبی طبقات کی نمائندہ قیادت موجودہ دہشت گردی کے خاتمے، امن وامان کی بحالی اور ناراض لوگوں سے مفاہمت کے لیے ہر ممکنہ کردار ادا کرنے پر آمادہ ہے۔ لیکن یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ دہشت گردی کی آگ کو بجھانے کے لیے ارباب مدارس کا تعاون حاصل کرنے کی بجائے مدارس کو تنگ کر کے بعض جذباتی نوجوانوں کو دہشت گردی کا راستہ دکھانے اور دہشت گردی کی اس آگ پر تیل چھڑکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501